رجسٹرڈ نمبر ۱۰۹۲ ۲۱

الحکم

بجرائم کردنت تونزدیک سیدہائے محمدیاں بہنادر مینار مسیح موعود علیہ السلام

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

چھپا دست ہمّت میں زور قضا ہے
مثل ہی کہ ہمّت کا حامی خدا ہے

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۲ | قادیان دارالامن و الامان مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۰ عیسوی | نمبر ۱

Digitized by Khilafat Library

الحکم کا سال نو

اور

اسکی زندگی کا بائیسواں سال ۲۲

خدا کے فضل اور کرم کے ساتھ الحکم اپنی زندگی کے ۲۱ سال ختم کر کے بائیسویں میں قدم رکھتا ہے۔ الحکم نے ۲۱ سالوں میں کئی تجربات کیے اور کیسے کیسے تلخ گھونٹ اس نے پیے۔ اور کن کن مصائب سے وہ گذرا کیسی آندھیاں اور جھکڑ اسپر آئے۔ میں اسوقت ان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا۔ الحکم جس قسم کے مشکلات میں پھنسا رہا۔ اور جن جن صبر آزما ابتلاؤں میں مبتلا رہا میں ان کی تاریخ اسوقت آپ کے سامنے نہیں رکھنا چاہتا۔ الحکم نے جس صبر اور استقلال سے اس زمانہ کی

گھڑیوں کو کاٹا۔ اور جس ہمت سے ایڈیٹر الحکم نے اپنی ان تھک کوششوں سے ان مشکلات کے سمندر کو عبور کرنا چاہا اور کیا۔ باوجود اسکے کہ وہ دیکھتا تھا کہ ایک مصیبت کے

خریداران الحکم کو سال نو مبارک ہو

پیچھے دوسری آفت اور دوسری کے پیچھے تیسری مشکل منہ پھیلائے چلی آرہی ہے۔ مگر ایڈیٹر الحکم کے بازوؤں میں ذرا سستی نہ پیدا ہوئی۔ اس کے قدموں نے ذرا بھی لغزش نہ کھائی اور وہ ہمت اور استقلال اور اولوالعزمی کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو کر ان ابتلاؤں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرتا رہا۔

یہ زمانہ اس قدر دراز تھا کہ دوست اُنکو بیہیے ہیتے الحکم سے ناامید ہو کر اسکو چھوڑ بیٹھے۔ گو ایمان دیکھوں گا اور کہنے سے رک بھی نہیں سکتا کہ انھوں نے خود الحکم کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ الحکم پر اس وقت دشمن ہنس رہے تھے۔ اور ہنسی سے خوشیاں مناتے ہوئے الحکم کے خلاف آرٹیکل پر آرٹیکل لکھنے لگے۔ ایڈیٹر الحکم ایک طرف دوستوں کی اس سرد مہری اور دوسری طرف دشمنوں کی خوشی تیری طرف ان مشکلات کے سمندر کو دیکھتے ہوئے علی الاعلان کھڑا کہہ رہا تھا ؎

آرام کی نہیں ہے یہ جا۔ ہاں بڑھے چلو!

یہ مشکلات کچھ کم نہ تھیں کہ اس جنگ کی وجہ سے جو کچھ اخباروں اور مطبعوں کے لیے مشکلات نئی پیدا

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر پبلشر سے چھپا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

الحکم

۲۱-۱۲-۲۸ تاریخ ۷ جنوری ۱۹۲۰ء کو ہفتہ وار الحکم کے اجراء کی اجازت دی گئی

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

چھپا دست ہمّت میں زور قضا ہے
مثل ہی کہ ہمّت کا حامی خدا ہے

Digitized by Khilafat Library

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۲ | قادیان دارالامن و الامان مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۰ عیسوی | نمبر ۱

الحکم کا سال نو

اور

اسکی زندگی کا بائیسواں سال ۲۲

خدا کے فضل اور کرم کے ساتھ الحکم اپنی زندگی کے ۲۱ سال ختم کر کے بائیسویں میں قدم رکھتا ہے الحکم نے ۲۱ سالوں میں کتنے تجربات کیے اور کیسے کیسے تلخ گھونٹ اس نے پیئے۔ اور کن کن صبر آزما مصیبتوں سے وہ گزرا کیسی آندھیاں اور جھکڑ اسپر آئے۔ میں اسوقت ان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا۔ الحکم جس قسم کے مشکلات میں پھنسا رہا۔ اور جن جن صبر آزما ابتلاؤں میں مبتلا رہا میں ان کی تاریخ اسوقت آپ کے سامنے نہیں رکھنا چاہتا۔ الحکم نے جس صبر اور استقلال سے اس زمانہ کی گھڑیوں کو کاٹا۔ اور جس ہمت سے ایڈیٹر الحکم نے اپنی ان تھک کوششوں سے ان مشکلات کے سمندر کو عبور کرنا چاہا اور کیا۔ باوجود اسکے کہ وہ دیکھتا تھا کہ ایک مصیبت کے پیچھے دوسری آفت اور دوسری کے پیچھے تیسری مشکل موہ پھیلائے چلی آرہی ہے۔ مگر ایڈیٹر الحکم کے بازوؤں میں ذرا سستی نہ پیدا ہوئی۔ اس کے قدموں نے ذرا بھی لغزش نہ کھائی اور وہ ہمت اور استقلال اور اولوالعزمی کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو کر ان ابتلاؤں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرتا رہا۔

یہ زمانہ اس قدر دراز تھا کہ دوست اُنکو بیٹھے بیٹھے الحکم سے ناامید ہو کر اسکو چھوڑ بیٹھے۔ گو میں یہ کہوں گا اور کہنے سے رک بھی نہیں سکتا کہ انھوں نے خود الحکم کو موت کے مونہہ میں دھکیل دیا۔ الحکم پر اس وقت دشمن ہنس رہے تھے۔ اور ہنسی سے خوشیاں مناتے ہوئے الحکم کے خلاف آرٹیکل پر آرٹیکل لکھنے لگے۔ ایڈیٹر الحکم ایک طرف دوستوں کی اس سرد مہری اور دوسری طرف دشمنوں کی خوشی تیسری طرف ان مشکلات کے سمندر کو دیکھتے ہوئے علی الاعلان کھڑا کہہ رہا تھا ؎

آرام کی نہیں ہے یہ جا۔ ہاں بڑھے چلو!

یہ مشکلات کچھ کم نہ تھیں کہ اس جنگ کی وجہ سے جو کچھ اخباروں اور مطبعوں کے لیے مشکلات نئی پیدا

خریداران الحکم کو سال نو مبارک ہو

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی برنٹر پروپرائٹر و پبلشر سے چھپا)

ہو گئیں۔ وہ مزید علیہ تھیں۔ مگر باہمت اور اولوالعزم ایڈیٹر نے ان سب مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کو ان سب پر غالب کر دیا۔ یہ الحکم کے مصائب اور ایڈیٹر کی محنتیں اس کی زندگی کے زریں کارنامے ہیں۔ جو چھپ نہیں سکتے۔ اور وہ ایک دن تاریخ کے اوراق کو مزین کرینگے۔ میں یہ کہوں گا کہ ایڈیٹر الحکم نے الحکم سے اس شفقت کا برتاؤ کیا جیسی شفقت کا محتاج وہ یتیم بچہ ہے۔ جس نے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اپنی مادر مہربان کے آغوش محبت سے جدائی حاصل کر لی۔ جیسے وہ بچہ ایک معمولی سی بے توجہگی سے موت کے منہ کا نوالہ ہو جاتا ایسے بچے کا بچ رہنا۔ اس شخص کی شفقت کا اظہار خود اپنے وجود سے کرتا ہے۔ اگر ایڈیٹر الحکم کی نظر ان مشکلات میں گھبرا کر ذرا ادھر اُدھر ہو جاتی تو میں یہ کہوں گا کہ آج دنیا میں

الحکم کا وجود

عنقا ہو جاتا۔ اور مسیح موعود نے جس اخبار کو بازو کا سہارا خطاب دیا وہ بھی موت کا نوالہ ہو جاتا اس کی محنتوں نے جو کہ خدا کے فضلوں کی جاذب تھیں آج الحکم کی زندگی میں ایک اور سال کی ایزادی کر دی فالحمد للہ علیٰ ذالک

ایڈیٹر الحکم نے کیا کیا؟

الحکم کے سوا ایڈیٹر الحکم نے سلسلہ کی کیا کیا خدمات کیں؟ اسوقت مجھے ان کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

خدا نے اپنے فضل سے ایڈیٹر الحکم کو سلسلہ میں عجیب عجیب اور بڑے بڑے اہم خدمات کی سرانجام دہی کا موقع دیا اور نہ صرف موقع دیا۔ بلکہ اسکو ان میں کامیاب بھی کیا۔ الحکم کی بے قاعدگی کا باعث جہاں وہ مشکلات عظیم تھے وہاں ایڈیٹر الحکم کے وہ سفر بھی تھے جو مسیح موعود کے خلفاء کے حکم کے ماتحت جاری رہے۔ خلافت کے متبع اور فرمانبردار ایڈیٹر نے ہمیشہ اس قسم کے سفر کئے۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم نے کبھی باور نہ کیا کہ ان سفروں کی وجہ سے الحکم بند ہو گا۔ ایڈیٹر کی بصیرت نے جو کچھ دیکھا اس کے ایمان نے اسکو جس مقام پر کھڑا کیا وہ بالکل صحیح اور درست مقام تھا۔ اگرچہ ان سفروں کی وجہ سے الحکم بیشک بے قاعدہ ہوا۔ اسکے بہت سے رفیقوں نے اس بیقاعدگی کی وجہ سے ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اگر الحکم آج زندہ ہے۔ تو وہ اس اطاعت کے طفیل جس کا جوا ایڈیٹر الحکم نے اپنی گردن پر رکھا نہایت ہی عزت کا باعث سمجھا۔

دوستوں سے شکایت

میں اپنے بزرگوں اور دوستوں سے یہ کہتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم بھوکا رہنا پسند کرتا ہے مگر الحکم کی بے قاعدگی یا الحکم کو بند دیکھنا پسند نہیں کرتا پس آپ لوگ کبھی یہ باور کریں کہ ایڈیٹر اسکی طرف توجہ نہیں کرتا۔ وہ مشکلات اگرچہ دور ہو رہے ہیں مگر ابھی پورے طور سے دور نہیں ہوئے۔ اس لیے کبھی اس میں بے قاعدگی ہو تو سمجھ لو۔ کہ ایڈیٹر سلسلہ کے کسی کام کی وجہ سے باہر ہے۔ اور یا ان مشکلات میں سے کسی مشکل نے اس کو گھیر لیا الحکم کے پرانے دوست اور قریباً مسیح موعود کے زمانہ کے سب کے سب احمدی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ الحکم نے بہت خدمات کیں۔ خدا کے نبی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ آج ہوا میں منتشر ہوتے۔ اگر ایڈیٹر الحکم نے ان کو جمع نہ کر لیا ہوتا۔ سلسلہ کے تمام افراد اسکو پڑھتے ہیں اور اپنے ایمان تازہ کرتے ہیں۔ سلسلہ کے دشمن اور سلسلہ کے دوست اخبارات ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ سلسلہ کے تاجران کتب آج الحکم کی مجلدات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ منہ سے اقرار بھی ہے۔ اعتراف بھی۔ مگر میں نہیں دیکھتا کہ اعتراف کا نتیجہ الحکم کی ترقی کا باعث ہو۔ اور خریداروں کی تعداد بڑھ رہی ہو۔ اگرچہ سلسلہ کے ..... بعض افراد ایسے بھی ہیں جو اپنے روپے کو پانی کی طرح بہا دینا پسند کرتے ہیں۔ مگر الحکم کو بند دیکھنا نہیں چاہتے۔ ان کی تعداد انگلیوں پر پوری ہو جاتی ہے۔ تم میں سے ایک حصہ ہے جو پہلے خریدار تھا مگر اب نہیں وہ اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں مگر قولی طور پر فعلی اور عملی کیفیت کچھ اور کہتی ہے۔ ایک حصہ ایسا بھی ہے کہ بار بار روپیہ دیکر بھی الحکم کا ممنون احسان بنتا ہے۔ مگر ایسے بھی ہیں جو بیشک خریدار ہیں مگر بالکل اس کے مصداق کہ ؎

گر جاں طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی ایں سخن درین ست۔

سال تک عمدہ کاغذ پر پیارا الحکم وصول کر کے وی پی کے وقت ایں سخن درین ست" والا معاملہ پیش آجاتا ہے۔

بزرگان دین کی شکایت

میں آج اس امر کے بیان کرنے سے بھی رک نہیں سکتا۔ خدا نے ہماری جماعت کے اندر ایک حصہ ایسا بھی پیدا کیا ہے کہ خدا نے اس کو لکھنے کا زبردست ملکہ عطا فرمایا ہے۔ مگر افسوس الحکم کے لیے اُن کو اگر کہا جائے تو تنگی وقت کی شکایت اپنی مصروفیت کے بیان کے سوا وہاں سے کچھ نہیں ملتا۔ مگر افسوس وہ حصہ جو لکھکر قلمی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اُس کو لکھنا نہیں آتا میں ان بزرگوں سے اخبار کے ذریعے شکایت کرتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم نے ان گھڑیوں میں تمہاری خدمت کی جبکہ تمکو لکھنا نہ آتا تھا۔ تم کمزور تھے جبکہ جماعت کی حالت بھی کمزور تھی۔ اور اسوقت لکھنے والا ایک ہی تھا۔ اب جبکہ خدا نے تم کو یہ نعمت عطا کی ہے یہ قوت دی ہے۔ تم کیوں اس سے لوگوں پر احسان نہیں کرتے؟ بلکہ میں کہوں گا کہ کیوں اپنے فرض سے سستی کرتے ہو؟ اور کیوں اسکو پورا نہیں کرتے؟ تمہاری ان بے توجہگیوں نے ہم کو آج اس مقام پر پہنچا دیا۔

اب تم جاگو۔ اب تمہارے جاگنے کا وقت آیا ہے۔ قوم کی خدمت کرو اس سے تمہارے علم کم نہیں ہونگے۔ بلکہ ان میں ترقی ہوگی۔

آج میں الحکم کے سرپرستوں کے سامنے اس ایڈیٹر کی تمام خدمات کو یاد دلاتے ہوئے آپ سے بڑے زور سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ **خدا کیلئے اٹھو۔**

اے اعتراف کرنے والو۔ اے الحکم کے خیر خواہو۔

اُٹھو! اور اس کو خرید لو

مسیح موعود کے بازو کی عزت کرو۔ خلیفۃ المسیح اول کے ان الفاظ کو پڑھو۔ جو الحکم کے لیے مسجد نور میں کہے گئے۔ اور آجتک گونج رہے ہیں۔ اور خلیفہ ثانی کے اُن الفاظ کو دہراؤ جو پچھلے ہفتہ آپ سے کہے گئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کس قدر ہیں جو عملی طور پر الحکم کو مشکلات سے نکالنے کے لیے اپنا قدم بڑھاتے ہیں۔ کتنے ہیں جو مسیح موعود کی خاطر اور اس کے خلفاء کی خاطر سے خرچ کرینگے۔ کس قدر ہیں جنکو خدا نے علم و فضل عطا کیا ہے وہ اس سے الحکم کی قلمی مدد کرینگے

الحکم میں جدید ترقیاں

میں اس نئے سال کے لیے کوئی وعدہ نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں جو کچھ میرے دل میں ہے وہ خود ہی آپ کے سامنے آجائیگا۔

تاہم میں یہ کہوں گا کہ الحکم پھر اپنے آپ کو اس مقام پر لیجانے کی کوشش کر رہا ہے۔

ایڈیٹر الحکم چیف ایڈیٹر

آج جبکہ الحکم اپنی زندگی کے بائیسویں سال میں قدم رکھتا ہے الحکم سے چند روز بعد پیدا ہونے والا بچہ جوان ہو کر خدا کے فضل سے الحکم کے ایڈیٹوریل سٹاف میں آتا ہے۔ اس کے آنے سے ایڈیٹر الحکم آج ایڈیٹر سے چیف ایڈیٹر بنجاتا ہے فالحمد للہ علے ذالک

آخر میں اپنے احباب سے اس امر کا امیدوار ہوں کہ وہ ہر طرح سے میری مدد فرما کر۔ خدا تعالیٰ سے جزا حاصل کرینگے + والسلام

محمود احمد ایڈیٹر

نظم

از جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

(جو کہ آپ نے بستر علالت پر لکھی تھی (ایڈیٹر)

عیش دنیا پر مری جاں اس قدر نازاں نہ ہو
خندۂ گل کیلئے بلبل تو یوں خنداں نہ ہو

کیا نہیں آئے تری مانند کتنے ہی یہاں
استعد حالات عبرت دیکھکر ناداں نہ ہو

سالکِ حق کا خدا تک پہنچنا مشکل نہیں
راہ میں رہ کر گریزاں نفس و شیطاں نہ ہو

بولیاں ہیں بولتے کیا کیا یہ مرغانِ چمن
سب کا ماحاصل ہے کیں فرحت بستاں نہ ہو

کون ہے جس نے کہ پایا ہے تری راہ میں زیاں
تو وہ ہے راہ میں تری ہرگز کسے نقصاں نہ ہو

باب نصرت وا نہ ہو حل مشکل کے لیے
جب تلک یہ جاں غموں سے کلبۂ احزاں نہ ہو

عیش دنیا پر مری جاں اس قدر نازاں نہ ہو
خندۂ گل ہے برق دش بلبل تو یوں نالاں نہ ہو

رنج و راحت ہے زمانہ کا معمول بالیقیں
شاد راحت پر نہ ہو۔ رنج پر نالاں نہ ہو

Digitized by Khilafat Library

تاریخ مالابار کا ایک ورق

(۲)

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ۱۹۰۲ء میں کویا کٹی کی شادی تھی۔ چنانچہ شادی ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں قرار پائی۔ شادی کے دن ای عبدالقادر اور کے۔ ایم۔ ابراہیم۔ کنانور کے قاضی مولوی احمد کنجی حاجی خطیب کے پاس گئے۔ تاکہ اس کو خطبہ نکاح کے لیے بلا لائیں۔ اسوقت جبکہ قاضی نے دیکھا کہ یہ دو شخص میرے پاس آئے ہیں۔ تب قاضی نے ای عبدالقادر سے کہا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وفات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہو۔ اور مدعی مسیح قادیانی کو مانتے ہو" عبدالقادر نے کہا کہ "بیشک! مگر میں تو کوئی عالم شخص نہیں ہاں آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ غور کریں اگر ایسا مدعی سچا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اعلان کر دیں۔ تاکہ سب لوگ مان لیں۔ اور اسکے نہ ماننے کے عذاب سے اہل کنانور بچ جاویں۔ اگر جھوٹا ہے تو بھی ثابت کرنا چاہیئے" اس کے بعد ای عبدالقادر نے حضرت مسیح موعود کے عقائد کو پیش کیا۔ جنکو سنکر قاضی نے کہا "خیر سے عقائد تو کچھ خراب نہیں ہیں۔ مگر تم بتاؤ کہ تم مسیح ناصری کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ زمین میں ہیں یا آسمان میں" عبدالقادر نے جواب میں کہا کہ "میرا عقیدہ ہے کہ مسیح آسمان پر ہے جیسے تمام دوسرے نبی آسمان پر ہیں" اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ "میرا ایمان بھی ایسا ہی ہے" قاضی صاحب نے اسوقت خاموشی کو پسند کیا۔ اور خاموش ہو گئے۔ قاضی صاحب نکاح خوانی کے لیے تشریف لے گئے۔ اور خیر خوبی سے نکاح ہو گیا۔

اس نکاح کے بعد ای عبدالقادر واپس زنگون چلے گئے۔ اور کے۔ ایم۔ ابراہیم صاحب بمقام کورگ چلے گئے۔ کورگ میں ابراہیم صاحب کالیکٹوئی ایک کمپنی کا ایجنٹ تھا۔ اور ابراہیم صاحب اسکے پاس بغرض تجارت ہی گئے تھے۔ وہاں جاکر انھوں نے کام شروع کیا

اب میں احباب کی توجہ کو کنانور سے نکال کر علاقہ کورگ میں لیجانی چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہاں پر ایک اور ایسا واقع پیش آتا ہے جو تازہ یقینی اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔

ابراہیم اور اُس کے بہنوئی کو کورگ میں معلوم ہوا کہ ایک تاجر ہے اسکے پاس چالیس ٹن کافی فروخت کے لیے موجود ہے۔ یہ دونوں کمپنی کے لیے کافی خریدنے کے لیے گھر سے نکلے۔ راستے میں ابراہیم کے بہنوئی نے ابراہیم سے کہا کہ اچھا یہ تباؤ کہ یہ کافی ہمکو ملے گی یا نہیں۔ اگر ملجائے تو ہمکو اس میں ایک ہزار روپیہ بچ جائیگا کے۔ ایم۔ ابراہیم نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کافی ملے گی یا نہیں۔ مگر تم ایک نظر مانو تو مجھے امید ہے کہ کافی ملجائے گی۔ اُس نے کہا کہ "وہ کیا"، کہا کہ "قادیان سے ایک رسالہ انگریزی زبان میں ریویو آف ریلیجنز کے نام سے نکلتا ہے۔ اسکی قیمت چار روپے ہے تم اس کی قیمت کافی کے ملجانے پر فوراً ادا کردو"۔ اُسنے کہا کہ "اچھا"، "چلو میں اس نظر کو مانتا ہوں" اور یہ روپیہ بھی ادا کردوں گا"۔

اسی قسم کی گفتگو کی تھی جبکہ یہ وہاں پہنچ گئے اور خدا کے فضل سے کافی بھی مل گئی۔ اور ایک ہزار روپیہ بچ بھی گیا۔ تب اس نے فوراً ریویو کی قیمت ادا کردی۔ تب سے۔ ایم۔ ابراہیم نے ریویو جاری کرالیا۔ جو اسوقت ۱۹۱۴ء سے لیکر آج ۱۹۱۹ء تک برابر کے ایم ابراہیم کے نام جاری ہے۔ ریویو سے ان کو بہت آسانی ہوگئی۔ کیونکہ وہ انگلش خوب جانتے تھے۔ اسطرح سے اون کو سلسلہ کے حالات اچھی طرح سے معلوم ہونے لگے۔

اسوقت جماعت میں چار افراد شامل ہو چکے تھے۔ یعنی ای عبدالقادر۔ کے۔ ایم ابراہیم۔ ایم عبدالقادر۔ گویا عبدالقادر۔ کے ایم ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ جہاں الحکم کے مضامین۔ اُنکی رویا و [illegible] ایمان میں ترقی ہوئی۔ وہاں ۱۹۰۴ء میں ایک اور واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ ۱۹۰۴ء میں ہندوستان کے اندر ایک خطرناک زلزلہ اور سخت تباہی آئی۔ یہ زلزلہ مسیح موعودؑ کی پاک وحی کے مطابق آیا تب گورنمنٹ نے ایک جاپانی علم الارض کا ماہر منگوایا گیا۔ اس نے زمین کے حالات دیکھکر کہا کہ میں سارٹیفکیٹ دیتا ہوں کہ اب دوسو سال تک کوئی زلزلہ اس ملک میں نہیں نہیں آئیگا۔ ابراہیم نے ان پیشگوئیوں کو اور اُن کے خلاف حالات کو بڑے شوق سے الحکم و [illegible] اخبارات میں پڑھا کرتا تھا۔

ادھر جاپانی ماہر علم الارض اپنے دعوے بیان کر رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک انذاری اشتہار لکھا۔ اور وہ اشتہار مالابار میں بھی آیا۔ چنانچہ انذاری اشتہار کے مطابق پھر زلزلہ آیا۔ اور خدا کا مامور اور مرسل سچا اور برحق ثابت ہوا۔ جاپانی مصر کے دعوے خاک میں مل گئے۔ یہ ایک اور عظیم الشان نشان تھا جس سے اس کمزور جماعت کے دل مضبوط ہو گئے ۱۹۰۵ء میں ای عبدالقادر رنگون سے گئے۔ ایم ابراہیم کو بدر منگوانے کے لیے لکھا۔ جو اس تحریک سے منگوالیا گیا۔

اور ان ہی دنوں میں بہت سی کتب مسیح موعودؑ کی منگوائی گئیں۔

مگر ان سب میں کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ بیعت میں کیسے داخل ہوتے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو احمدی خیال کرتے تھے۔ ان کے سوا بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ . . . . . وہ سب کے سب ایک مکان میں جمع ہو کر مسیح موعودؑ کی کتب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۹۰۶ء میں کے ایم ابراہیم نے پھر ایک خواب دیکھا۔

"خواب"

دیکھا کہ مسیح موعود کو دیکھنے کے لیے ایک جگہ پر گیا ہوں اور وہ مقام جہاں میں گیا ہوں وہ مسجد ہے وہاں جاکر دیکھا تو مسیح موعود ایک حمام میں نہا رہے ہیں۔ تب میں بھی حمام کی طرف گیا۔ اور دیکھا کہ مسیح موعود حمام سے نہاکر نکلے ہیں۔ اور آپ کے بالوں میں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ حضرت نے دیکھکر ازراہِ لطف فرمایا کہ تم بہت دور کا سفر کرکے آئے ہو اور بہت تھکے ہوئے ہو گے۔ پانی بچا ہوا ہے اس سے نہالو۔ مسیح موعود کے حکم کی تعمیل کے لیے میں اُس میں نہایا۔ اور میں نے دیکھا کہ یہ نہانیہ رمضان کا ہے جس میں مسیح موعود کے پاس گیا ہوں۔

اس خواب نے ابراہیم کے قلب کو اور بھی صاف کیا کیونکہ اوکھوں نے دیکھا کہ مسلم کی پیشگوئی کہ مسیح موعود یوں معلوم ہوگا جیسے حمام سے نہاکر نکلا ہے۔ اس خواب سے صاف پوری ہو گئی۔

۱۹۰۶ء سنہ ۱۹۰۶ء میں ایک اور واقعہ ہوا جسنے ایمانوں کو اور مضبوط کر دیا۔ وہ یہ کہ سنہ ۱۹۰۶ء میں ریویو کا ایک پرچہ آیا جس میں نبی کریم کے ایک خط کا عکس چھپا تھا۔ وہ پرچہ ایک احمدی ایم۔ عبدو پڑھ رہا تھا۔ کہ ہمارے سلسلہ کا ایک مخالف مسمی کویا کٹی نے دیکھا (یاد رہے کہ یہ کویا کٹی ای عبدالقادر کا بھائی نہیں ہے) اور دیکھتے ہی غصہ میں آکر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بہت سی گالیاں بھی دیں (ممکن ہے اس شخص کا آگے بھی ذکر آئے) لیکن خدا نے اس کو لمبی مہلت نہ دی اور جلد ہی پکڑا گیا۔ فالج کی مرض اسپر حملہ آور ہوئی یہ وہ شخص ہے۔ جسکو مالابار کی احمدی مالابار کا ڈوئی کہتے ہیں اس سنہ کے بعد اس میں اور واقعہ نہیں ہوا۔

۱۹۰۷ء سنہ ۱۹۰۷ء میں پھر کے۔ ایم ابراہیم نے ایک خواب میں مسیح موعودؑ کو ایک مجلس میں دیکھا۔ اس مجلس میں ایک . . . . نہایت بزرگ اور پتلے دبلے اور خوبصورت آدمی کو دیکھا جسکی عمر ۸۰ برس سے زیادہ ہوگی اُنکو مخاطب کرکے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مجھکو خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ

رحم اللہ

میں تم کو حکم دوں کہ تم سورۃ والضحیٰ پڑھا کرو۔ اور خود ساری سورت پڑھکر سنائی پھر کہا۔ ایم ابراہیم صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو الم نشرح لک صدرک پڑھنے کا حکم دوں۔ تب کہا ایم۔ ابراہیم نے جرأت کی اور پوچھا کہ کیا خدا نے حضور کو بھی کچھ پڑھنے کے لیے فرمایا ہے۔ فرمایا ہاں اور وہ یہ ہے لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل الخ۔ صبح کو اٹھکر اُنھوں نے فوراً ہی حضرت کو یہ لکھدیا کہ ہم لوگ آپ کو برحق مانتے ہیں۔ گویا یہ وہ پہلا یا دوسرا بیعت کا خط تھا جو مالاباریوں سے آیا۔

اسوقت تک مالاباریوں کو برابر ایسے نشانات دیکھائے جا رہے تھے جو ازدیاد ایمان کا باعث تھے۔

اور اُن کی بنیادوں کو مضبوط کیا جا رہا تھا۔ اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جس سے ان کے ایمانوں میں کمزوری اور خامی رہ جاتی۔ پہلے انکو مضبوط کیا گیا اور یہ ساری مضبوطی آنے والی تکلیف کے لیے تھی جو جلد ہی آنے والی تھی اب ادھر شہ کا آغاز ہوتا اور مشکلات کا دروازہ کھل جاتا ہے اور ان کے ایمانوں کا امتحان ہوتا ہے۔ (باقی آئندہ)

محمود احمد

جنازہ غائب مکرم جناب حاجی غلام جبار صاحب بریلوی کے بھائی جناب غلام جیلانی بریلوی ۲۶ دسمبر کو رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عجیب بات ہے کہ مرحوم نے وفات سے ایک روز پہلے ہی حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا اور دوسرے ہی دن جنت الفردوس کو رحلت فرما ہوئے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

درخواست دعا مکرم جناب عبدالوہاب صاحب عمرانی بریلوی روحانی اور تجارتی ترقی کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے دست دعا فرمائیں۔

ہمارا سالانہ جلسہ اور اُس پر آنے والے!!!

سب حمد و شکر اُس خدائے برتر کے لیے ہے جسکے فضل کے ماتحت ہم دن رات ترقی کر رہے ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ ہم بڑے زور سے اعلان کر رہے تھے کہ جلسہ آرہا ہے۔ مگر اب اور حالت ہے۔ بجائے اس کے اس کی کیفیت ذکر پڑھا جا رہا ہے۔ خدا کے فضلوں کے ماتحت یہ ایک بہت کامیاب جلسہ تھا۔ یاتیک من کل فج عمیق کا پورا نظارہ نظر آتا تھا۔ سالانہ جلسہ میں شریک ہونے کے لیے بارشیں سیلون۔ آکسیہ بنگال۔ بہار۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ یوپی کے علاوہ تمام ہندوستان و پنجاب کی جماعتیں آئیں احباب جس اخلاص کے ساتھ آتے ہیں اسکا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اس دفعہ بٹالہ سے قادیان آنا نہایت ہی دشوار تھا۔ بارش کی وجہ سے جو ابتری پیدا ہو چکی تھی وہ کچھ کم نہ تھی بڑے بڑے امراء مرد اور عورتیں چھوٹے چھوٹے نازک بچے پیدل چلکر بارش میں قادیان آرہے تھے اس مصیبت کو دیکھکر جس قدر متعلقین کے دل کو تکلیف تھی اسکی کیفیت خدا ہی کو معلوم ہے۔ یکہ والوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر احمدیوں سے کرائے اتارنے چاہے۔

جو تکلیف اس وقت احمدیوں کو ان یکہ والوں سے پہنچی۔ وہ ایسی تکلیف تھی جسکی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ سڑک کچی ہے۔ باوجود اس کے کہ آج تک بارہا خلام کو اس کی نسبت توجہ دلائی گئی مگر افسوس کہ اس کی نسبت کچھ بھی شنوائی نہ ہوئی۔

اس کے کچے ہونے کی وجہ سے آئے دن اسپر گڑھے پڑتے ہیں اور لوگ لوٹے جاتے ہیں۔ بارش ہو تو یکوں کا کرایہ زیادہ۔ اور نہ ہو تو زیادہ گورنمنٹ کے قوانین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مگر کوئی ان کو پوچھتا نہیں۔

ہم نہایت ادب سے سرکار والا مدار کی خدمت میں سڑک پختہ کرنے کے لیے عرض کرتے ہیں۔ تا غریب رعایا کا بھلا ہو۔ مہمان باوجود ان تکالیف کے قادیان پہنچے اور ہزاروں کی تعداد میں پہنچے۔

یہاں آکر مہمانوں کو مکانوں کی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ جگہ بہت کم ہے۔ مگر جس طرح بھی مسیح موعود کے فدائی اس تکلیف کو کاٹ لیتے ہیں۔

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سے میں نے کہا کہ اگر چار پائی ہم سے نہ مانگیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ جو فقرہ انھوں نے فرمایا وہ نہایت اخلاص سے بھرا ہوا تھا۔ فرمایا۔ کہ "ہم لوگ قادیان میں چارپائیوں کے لیے نہیں آتے"۔ اور انھوں نے زمین پر سونا پسند کیا اور سوتے رہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

ایک چندہ

احباب یہ بات نہایت خوشی سے پڑھینگے کہ عرب ابوبکر صاحب جنھوں نے پچھلے سال بتیس ہزار چندہ دیا تھا۔ اس سال ان کی طرف سے

۲۵۰۰۰

پچیس ہزار

دینے کا اعلان ہوا ہے۔

مراسلات

احمدیان ماریشس

موریشس ایک ہندوستان کے جزیروں میں سے ایک مشہور جزیرہ ہے۔ جس کی آبادی چار لاکھ نفوس کے قریب ہے۔ جس میں پنتالیس ہزار مسلمان ہیں۔ اس جزیرہ میں احمدیہ جماعت کے سب سے پہلے مبلغ حضرت صوفی غلام محمد صاحب ہیں۔ آپ کی شب و روز محنت اور دعاؤں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کے طفیل اس جزیرہ میں قریباً ۵۰۰ احمدی نظر آتے ہیں۔

اور احمدیوں کے قبضہ میں اسوقت ایک عظیم الشان مسجد بھی ہے۔ جو کہ احمدیوں کی سیدہ گوا ترو روڈ میں واقع ہے۔ وہ مسجد ہمیشہ سے غیر احمدیوں کے قبضہ میں تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب نصرتوں نے اس کو آج ہمارے ہاتھ میں دے دیا۔

برادران! آپ غور فرماویں کہ ایک ملک میں جس میں چار لاکھ نفوس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف ہیں اور خصوصاً وہ ۴۵ ہزار غیر احمدی جن کے قبضے سے وہ مسجد نکلی۔ اور ہمارے قبضہ میں آئی۔ وہ سب کے سب اس مسجد کے حاصل کرنے میں سرتاپا زور لگا رہے ہیں۔ تاکہ وہ مسجد ہمارے قبضہ سے نکل جاوے۔ اور اس سے نہ صرف وہ احمدیانِ موریشس کے مذہب کو باطل قرار دیں بلکہ ہمیشہ کے لیے۔ وہ ہم کو اپنی مسجدوں سے خارج کر دیں۔

غرض یہ ایک جنگ ہے۔ جو کہ اسکے حاصل کرنے کیلئے شروع ہے۔ اور آج اسپر ایک سال کے قریب عرصہ گزر گیا۔ طرفین کے وکیل عیسائی۔ جج عیسائی غرض سب عیسائی کام کر رہے ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے عدالت میں برابر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ لوگ شوق سے آتے قرآن و حدیث سے بحثیں سنتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مثل میں حضرت صاحبؑ کی کتب فائل کی گئی ہیں۔ غرض یہ ایک بہت بڑی جنگ ہے جس میں آپکے بھائیوں کی چھوٹی سی جماعت مبتلا ہے۔

برادران! اس مسجد سے معاملہ یہانتک ترقی کر گیا ہے کہ ہمارے احمدی احباب کو مالی معاملات میں سخت دقتیں واقع ہو گئی ہیں۔ اور کاروبار کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور اگر جلد جلد خدا نے کوئی راہ نہ کھول دی تو اندیشہ ہے کہ کمزور طبیعتیں ٹھوکر نہ کھائیں۔

اسلیئے آپ کے بھائی جو کہ جزیرہ موریشس سے آپ لوگوں کی زیارت کے لیے اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے دور دراز سفر طے کر کے آئے ہیں۔ آپ سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ اس مقدمہ کے لیے احمدی احباب کی مالی۔ روحانی جسمانی حالتوں کی ترقی کے لیے آپ لوگ دعا فرمائیں۔ تاہم اصل مقصد کو حاصل کر سکیں نیز احمدی جماعت کی ترقی کے لیے دعا فرمائیں

المشتہر

میں ہوں آپ کا بھائی

خاکسار سلیمان اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن احمدیہ موریشس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیارے شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے سفروں میں بعض حالات اور واقعات مجھے ایسے ملتے ہیں۔ اُن کا اندراج اگر اخبار میں ہو تو امید کیجاتی ہے کہ کسی سعید روح کے لیے مفید ہو۔ پس میرا ارادہ ہے کہ آئندہ میں بعض کو آپ کی خدمت میں بغرض اندراج اخبار پیش کرتا رہوں۔ انمیں ایک واقعہ مندرجہ ذیل ہے۔ اور تنگ فرصتی کی وجہ سے اختصار کرتا ہوں

کہ میں موضع سعداللہ پور ضلع گجرات میں عصر کے وقت پہنچا۔ وہاں مولوی غلام علی صاحب مدرس ہیں جو کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جسٹرِ معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا چندہ معاف ہوا ہے۔ دریافت کیا کہ تنخواہ کس قدر ہے تو پتا لگا کہ للہ ماہوار۔ جسٹر دیکھنے سے اور بھی علم ہوا کہ معاف ماہوار کے سوائے اور بھی چندہ درج ہے جو کہ سوائے تنخواہ کے آمد ہے اُسکی چوتھائی چندہ میں دی جایا کرتی ہے۔

رات کو ایک جگہ پر مستورات کو بلا کر مجھ سے وعظ کرایا گیا۔ صبح جمعہ تھا۔ جمعہ میں ایک شخص پایا گیا جس کی جماعت سے غیریت اور اجنبیت پائی جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ صاحب نمبردار وہیں اور اُن کی اہلیہ احمدی ہے۔ اور رات وعظ میں شامل تھی۔ اُس نے اون کی خوشامد کر کے بھیجا ہے کہ احمدیوں کی وعظ کو سنیں۔ خیر جمعہ ہوا اور یہ صاحب بھی بعد ادائگی جمعہ اپنے کام چلے گئے۔ احمدی احباب مجھے آگے جانے سے روک لیا۔ اور گذشتہ رات کی طرح مستورات کو اسی جگہ اکٹھا کر کے پھر وعظ کرایا۔ مستورات میں دین کی محبت اس قدر پائی گئی کہ بعض اپنے گھروں میں تالے لگا کر مقررہ وقت پر مقام پر پہنچیں۔ چار عورتیں ان میں ایسی پائی گئیں جنکے خاوند ابھی احمدی نہیں ہوئے۔ ایک حال بالخصوص قابل ذکر ہے۔ جو کہ نمبردار غیر احمدی کی اہلیہ ہے۔ نمبردار نے اپنی ۱۳۴۳ الخ

لڑکی کو غیر احمدی کی طرف منسوب کیا ہوا ہے۔ اور نمبردار غیر احمدی کی اہلیہ احمدیہ کو اس سے سخت بیچینی اور اضطراب ہے۔ میں احمدی بہن کا یہ تعلق سنکر نمبردار صاحب کی خدمت میں اون کے گھر پہنچا۔ نمبردار صاحب کو اپنے فہم کے مطابق احمدی بہن کے روبرو سمجھایا۔ جس پر اس نے کہا کہ میری طرف سے بیعت کا خط لکھا جاوے۔ اور یہ بھی کہا کہ رشتہ کا بدل نہیں ہو سکتا۔ میں نے بیعت کا خط ملتوی کر دیا۔ اور زور دیا کہ پہلے اپنے سارے معاملات کو احمدیت کے ماتحت کریں یا کم سے کم ارادہ کا مصمم کریں پھر بیعت کا خط لکھنا۔ اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ جب وہاں پہنچا جہاں میرا ڈیرہ تھا اور جس جگہ سے میں نے روانہ ہونا تھا تو وہاں وہی احمدیہ بہن نمبردار کی اہلیہ پردہ کیے پہنچی اور کہا کہ میں ایک پیام لے کے آئی ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں میرا سلام پہنچایا جاوے۔ اور دعا کی درخواست گزرانی جاوے۔ کہ میری لڑکی غیر احمدیوں کے تعلق سے بچ جاوے پیام کے وقت وہ رو رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی کہ میری لڑکی آگ میں پڑ رہی ہے۔ ضرور درخواست گزرانیں۔ اور خود بھی سفر میں دعا کریں۔

اسکے سوا ایک اور بہن کا ذکر نصیحت سے خالی نہیں۔ ہدایت کا سبق ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایک دفعہ جلسہ پر پہنچنے کے لیے خرچ نہیں تھا۔ لکھا روپے قرض لیکر پہنچے۔ اللہ تعالیٰ جلدی سے قرضہ کی ادائیگی کی توفیق بخشی دوسری دفعہ پھر وصیت ادا کرنا تھا اور سارے گھر نے جلسہ پر جانا ٹھانا ہوا تھا۔ کچھ کپڑے فروخت کیے۔ اور تقریباً لکھا قرضہ بھی اٹھایا وصیتیں ادا کی گئیں چندے دیئے گئے۔ مولیٰ نے ایسے اسباب مہیا کیے۔ کہ میرے خاوند کی کمائی میں برکت بخشی کہ تھوڑے ہی دنوں میں قرضہ سے سبکدوش کر دیا +

اگر غور کیا جاوے تو ان ہر سہ واقعات میں سے ایک سبق ملتا ہے۔ للعبرۃ ماہوار آمدنی سے معہ ماہوار چندہ۔ اور قرضہ اٹھا کر جلسہ پر پہنچنا۔ اور قرضہ کی سبکدوشی پر اللہ تعالیٰ کے پاک ارشاد ان تنصروا اللہ ینصرکم کی تصدیق پایا جانا بھی تو اپنے اندر ایک قدر و منزلت رکھتا ہے۔ آس احمدی بہن کا وجود نمبردارنی ہونے اپنے گھر کو چھوڑ کر ایک مسافر کے پاس دوسرے گھر میں دعا کی درخواست گزرانیکے لیے آنا۔ اور اپنے خاوند غیر احمدی نمبردار ہونے کی صورت میں اسقدر اخلاص مند قابل غور ہے اور حضرت مسیح موعود کی نسبت پر ایک بین دلیل ہے۔

کیا؟ نبی کے خادموں کے سوائے اور لوگ بھی اپنے اندر اسقدر اخلاص اور درد رکھنے والے دیکھے گئے۔ کہ منکر یا متردد کی طرف اپنی لڑکی کے نکاح کو دوزخ کی طرف سپردگی تصور کرے۔ اور ایمان لاوے کہ میری لڑکی آگ کے سپرد ہو رہی ہے البینہ سے تفرقہ پیدا ہو گیا۔ وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتھم البینہ۔

سبحان اللہ! اس سورۃ میں یہ اخلاص یہ درد یہ ہمت کیوں پیدا ہوئی کس نے اس کے اندر چاہا کہ احمدی کی شان سے بعید ہے غیر احمدی کے نکاح میں اپنی پیاری لخت جگر کو سونپ دے۔ کس نے اس کو دعا کروانے کی طرف توجہ دلائی ما کان لھذا الرسول والمومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب

کیا پاک کلمہ واقعہ کا امر ہے۔

یہ سچی تمیز آخر پر بھی ہوا ہتازوا الیوم ایھا المجرمون کی صورت میں میں اپنا اظہار پاکر دے گی۔

منارۃ المسیح کی تکمیل

اور

مسجد احمدیہ کی لنڈن میں بنیاد

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو لنڈن میں ایک مسجد قائم کرنے کی طرف خاص توجہ ہے حضرت نے اسکے لیے تیس ہزار کی اپیل فرمائی ہے لیکن یہ خوشی کا مقام ہے کہ گیارہ ہزار روپیہ قادیان کی غریب جماعت نے حضرت کے ارشاد پر جمع کر دیا ہے لوگوں کی قربانی کا اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ ٹریننگ کالس کے طلبا جو صرف ۱۸ کی تعداد میں ہیں انھوں نے تیس سو سے اوپر رقم پیش کی ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طلبا جنمیں اکثر وظیفہ خوار ہیں انھوں نے تین سو روپیہ جمع کر کے حضرت کے سامنے پیش کیا ہے۔

میں ان چندوں کو تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں درج کروں گا۔

یہ تحریک ابھی ہو ہی رہی تھی کہ آج حضرت نے تکمیل منیار کے لیے بھی حکم فرما دیا ہے۔ کہ ادھر مسجد کی بنیاد رکھی جائے ادھر منارۃ المسیح کی تکمیل ہو تخمینہ لگایا جا رہا ہے۔ قادیان کے احباب قربانیوں کے لیے اپنے دامن کو وسیع کر رہے ہیں۔

اے احمدیہ جماعت، مجھ مبارک ہو کہ وہ دن آپہنچا جسکی تو انتظار میں تھی۔ آسمان پر خدا تیری نصرت کے لیے انتظام کر رہا ہے۔ منارۃ المسیح کی تکمیل سے تمام وہ برکات جو اس سے وابستہ ہیں ہم پر نازل ہوں گی۔ اے خدا ایسا ہی کر۔

آمین

9

سفرنامہ

Digitized by Khilafat Library

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

گزشتہ سے پیوستہ

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ فرمایئے اخبار الحکم ۱۷ دسمبر ۱۹۲۵ء)

ہندوستان میں اگرچہ ازہر یونیورسٹی کی نظیر کم ملتی ہے۔ صدہا میں ناظرین کرام کو ازہری طلباء کی اخلاقی حالت کا نقشہ مثال مجسمہ ہی میں پورے طور پر دکھلا دینا ہم میں آپ کی توجہ ان داتاؤں کے لشکروں کی طرف کھینچتا ہوں۔ جنہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے مخلصانہ نذروں کی بدولت سیکڑوں اور ہزاروں جواں مردوں کو پڑھانے ہی کے روپے کے ذریعے سے اجتماع بشری کے لیے مفید کارکن ہو سکتے تھے۔ صرف کاہل و بے سود نہیں بلکہ مفسد ہستیاں بنا دیا ہے۔ سوائے کھانے پینے اور آپس میں کم از کم گالی گلوچ ہونے یا غیبت و عیب جوئی کرنے ... اور زیادہ سے زیادہ جتنے کمینے اور گندے اخلاق مکمل ہو سکتے ہیں ان سے مسلح ہوتے ہیں گویا اس کے سوا اور کوئی شغل ہی نہیں۔ قوم نے جان بوجھ کر پیٹ بھال کر لپے روپے سے اپنے اتنے افراد کو خود اپنی بربادی کے لیے پیدا کر لیا ہے۔ اگر قوم نے خواہ مخواہ ایسی نذریں چڑھاتی ہی ہیں اور مفت خانے ضرور کھولنے ہی ہیں تو ادارہ اسے انہیں اپنے عاجز و بیکس تعداد کی پرورش ہی کرنی منظور ہے۔ تو کیا اچھا ہوتا کہ عقلمند اس روپے میں سے ایک حصہ ان مفت خوروں کی تربیت و تعلیم کے لیے بھی معین کر کے ان کیلئے عوض اسکے کہ وہ صرف مفت خور سے ہی خود ... اپنی قوم کی تباہی کا باعث ہوتے بلکہ اس کے لیے مفید و کارکن وجود اس کے ثابت ہوتے۔ بیشک ازہر اپنا روپیہ ہزاروں کی تربیت پر صرف کر رہا ہے۔ لیکن افسوس وہ تربیت خلاف توقع ایسی تربیت ہی کہ نہ وہ ان کے اخلاق کو سنوارتی ہے اور نہ ہی ان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ جہاد زندگانی میں ثابت قدم ٹھہر سکیں۔ وہ ایسی دقیانوسی تربیت ہے کہ جو آج سے ایک دو ہزار برس پیشتر کچھ کام دے سکتی تھی۔ اور ایسے تربیت یافتہ کی مثال اسی شخص کی سی ہے جو تیر کمان اور گوپیہ غلیلے لیکر بندوقوں توپوں کے مقابل میدان جنگ میں نکلتا ہے۔ ایسے شخص کا حشر کر جہان میں سوائے موت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس جب وہ اپنی پرانی پونجی کے ساتھ نئے بازار میں نیا سامان معیشت خرید نہیں سکتا تو آخر زندگی بسر کرنے کے لیے انھیں مجبوراً ایسے ذریعے تلاش کرنے پڑتے ہیں جن کا لازمی نتیجہ تباہ اخلاق ہوتا ہے۔ اور جب قومی اجتماع کے لیے ایک موت ہے اسلیے کہ بد اخلاق قومی شیرازہ کو پرزے پرزے کر کے بالکل ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ اور پھر دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ کیوں ازہر یا اس قسم کی دوسری تعلیم گاہوں کا ہونا یا نہ ہونا

کا سبب اخلاق سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ خود ازہر اپنی تربیت میں اپنی ذات کے لحاظ سے کوئی اتنا بڑا نقص نہیں جتنا کہ ... ... اسکے محیط کے حالات جدیدہ کی تاثیر سے

اس نے ان کو جس اجتماع کے لیے تیار کیا ہے جو آج موجود نہیں۔ یا اگر وہ کچھ ہے تو صرف ازہر کی چار دیواری کے اندر ہی ہے اور باہر اسکے ارد گرد ایک بالکل نیا شہر قاہرہ ہے جس کے موجود رہنے والوں اور ان کے سابقین قدماء کے طرز معیشت کے درمیان وہی فرق ہے۔ جو اس موجودہ قاہرہ اور پرانے قاہرہ کے درمیان تھا۔ پس وہ بیچارے تو اس قدیم قاہرہ کے رہنے کے لیے تیار ہوتے تھے مگر انھیں ایسے شہر میں رہنا پڑ گیا جبکہ زراعتی و تجارتی اسباب معیشت و وسائل اکتساب و آداب بود و باش سے بالکل ناواقف ہیں۔ اسلیے ضرور تھا کہ وہ مبارزہ حیات میں بالکل رہ جاتے یا وہ ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں جو اخلاقی نکتہ کے لحاظ سے ناشائستہ حرکات تصور کیے جاتے ہیں۔ تربیت کا نکتہ خیز یہ ہونا چاہیئے کہ وہ تربیت حاصل کرنے والے میں ایک ایسی آزادی قدرت پیدا کر دے کہ جس سے وہ اپنے اور محیط کے درمیان ربط و موافقت پیدا کر سکے۔ یا تو خود محیط کو اپنے ارادے کے مطابق کر لے یا اپنے ارادے کو محیط کے ارادے کے باہم متفق کر لے لیکن ازہر کی تربیت تو من کجائے ہے۔ اور ... واسطے میرے ایک بھری دوست ڈاکٹر محمد موسیٰ صاحب نے ازہر کے ذکر پر مجھ سے کہا کہ میرا اختیار ہو تو میں ازہر کو توپوں سے اڑا دوں۔ اور غالباً ہر ایک نوجوان تندرست مزاج سفری کی یہ تمنا تھی۔ لیکن اصلاح کے لیے بیمار کی ہی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور مجھے اسوقت بعض اعتدال پسند علماء سے سنکر قدرے خوشی ہی ہوئی تھی کہ ازہر کی اصلاح کا چھوٹے بڑے ہر ایک کو احساس قوی ہے۔ اور عنقریب اسکے لیے بعض تجویزیں ہونی ہیں جو کہ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں تک حیز عمل میں آئی ہیں۔

(باقی آئندہ)

ہم زندہ قوم ہیں

Digitized by Khilafat Library

زندہ قومیں - دنیا میں ترقی کرنے والی قومیں - دراصل وہی ہوتی ہیں جو کہ خدا کے نبی اور مرسل کے ذریعے زندہ کی جاتی ہیں ؛

آج تمام دنیا کے اندر صرف ایک ہی جماعت ہے جو کہ خدا کے مامور اور مرسل کے ذریعے زندہ ہوئی - اور وہ ہماری جماعت ہے ہماری جماعت جس قدر بوجھ کے نیچے دبی ہوئی ہے - وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں - ایک چھوٹی سی جماعت تمام دنیا کے مقابلے میں اپنا کام کر رہی ہے - اس جماعت نے ہندوستان کے مختلف مشنوں کے علاوہ ہندوستان سے باہر سیلون - مارشیس اور لنڈن میں اپنے مشن قائم کیے اور سب سے بڑھکر اب امریکہ میں بھی اپنا مشن قائم کرنے کی زور سے تیاری کر رہی ہے -

مشنری پاسپورٹ حاصل کر چکا ہے - صرف جہاز کا انتظام ہے - وہ دن قریب ہے بلکہ دروازہ پر ہے کہ یہ خبر بن آپ کے کانوں کو خوشی کی کہ جماعت نے امریکہ کے قلوب کو فتح کر لیا -

لنڈن میں ہمارا مشن آجتک غیروں کے مکانوں میں رہا - اور ہم ایک کرایہ دار کی حیثیت سے تھے - ہمارے پاس کوئی مسجد نہ تھی - ہمارے پاس ..... کوئی ایسا مکان نہ تھا جس پر ہم بحیثیت ایک مالک کے قابض ہوں ؛

ہماری ضرورتیں ہم کو مجبور کر رہی تھیں کہ ہم کوئی مسجد لنڈن میں قائم کریں - آخر خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفہ نے ۱۷ تاریخ سے نماز ظہر و عصر اس کے لیے تجویز فرمائی دو تین ہی آدمیوں نے ۸۰۰ روپیہ دیدیا عصر کے بعد حضرت نے اس کا اعلان فرمایا - جو کہ مغرب کے بعد ختم ہوا - حضرت نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی اور اس تقریر کا مفہوم یہ ہے - کہ جانوروں میں بچگی کی عادت پائی جاتی ہے وہ پیٹ بھر اپنے کھانے کو یکدم کھا لیتے ہیں - پھر آہستہ آہستہ ایک بچگی کے ساتھ تھوڑا تھوڑا نکال کر اس کو چباتے رہتے ہیں - اور اس کا مزہ لیتے ہیں - یہ عادت کم و بیش سب جانوروں میں پائی جاتی ہیں - جو جگالی نہیں کرتے - کرتے تو وہ بھی ہیں مگر ان کا طریق اور ہے - اس طرح آدمی بھی ایسا ہی کرتے ہیں - مثلاً ایک لیکچر میں جاتے ہیں - وہاں ایک تقریر کو سنتے ہیں - تو پھر آکر اس کی کیفیت بیان کرتے ہیں اس کو دہراتے ہیں - جو وہاں رہ گئے تھے وہ سنتے ہیں - دونوں نے وہ تقریر سنی ہوتی ہے مگر دونوں ہی پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں - اور ایک کہتا ہے کہ پھر اس نے یہ کہا کہ وہ بار بار تکرار کرتے ہیں - حالانکہ دونوں وہاں موجود تھے یہ علمی جگالی ہے پس جگالی سب کرتے ہیں - مگر ان کا طریق اور ہے - لیکن جب کھانا کھانے کے بعد فوراً ہی کوئی کام آپڑے تو پھر جگالی نہیں ہوتی تو گویا جگالی مزہ لینے اور آرام کرنے کے لیے ہوتی ہے - اور جو قومیں ترقی کرتی ہیں ان کو کام کے بعد کام پڑتے ہیں - اور آرام کرنے اور جگالی کرنے کا وقت کم ملتا ہے -

پہلے ہم جلسے کے بعد کچھ آرام کرتے تھے اور ان تقریروں کو لوگ اپنے ذہنوں میں دہراتے اور مزہ لیتے لیکن خدا کا اس دفعہ یہ خاص فضل ہے کہ جلسے کے معاً بعد ہی ایک کام نکل آیا ہے - اور وہ یہ ہے کہ لنڈن میں آجتک ہمارے پاس کوئی مسجد نہ تھی - بلکہ کرایے کے مکانوں میں ہم رہتے تھے - اس میں یہ وقت تھی کہ ہمارے مبلغ اذان بھی دے نہیں سکتے تھے ذرا اذان دی اور مالک مکان نے کرایہ دار سے کہا کہ اس کو بند کر دو - ورنہ میں ابھی مکان خالی کراتا ہوں - اس مکان کے خالی کرنے سے یہ مت خیال کرو کہ لنڈن کوئی معمولی شہر ہے وہ ایک مکان سے اٹھکر دوسرے میں چلے جاتے ہوں گے - نہیں - بلکہ وہ ایک موسیل لمبا چوڑا شہر ہے ایک جگہ سے اگر دفتہ اٹھا تو پھر کہیں نزدیک جگہ نہیں ملتی - یوں خیال کرو کہ اگر لاہور میں ایک فرقہ تھا تو دوسری دفعہ راولپنڈی چلا گیا - اس سے ایک تو آنے والے مہمانوں کو سخت دقت ہوتی ہے کیونکہ اسی جماعت کی طرف لوگ توجہ نہیں کرتے جس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو - کیونکہ لنڈن ایک علمی شہر ہے وہاں لغو باتیں بھی علمی ہوتی ہیں - ایک دو آدمی جس کا کوئی مستقل ٹھکانا نہیں ہے - اس لیے لوگ جبتک مسجد نہ ہو پوری توجہ نہیں کرتے پھر مسجد کے جو برکات ہیں انکا نزول نہیں ہوتا - جس جگہ اذان ہوتی ہے وہاں پھر شیطان نہیں رہتا - وہ اپنا بوریا بستر وہاں سے اٹھا لیتا ہے اور ملائکہ کا وہاں نزول ہوتا ہے - پس ہمکو لنڈن میں اپنے مشن کے مستقل کرنے کے لیے ضرورت ہے کہ ہم وہاں ایک مسجد قائم کریں اور اسکے ساتھ ایک دفتر کی عمارت بنائیں - لنڈن کے قرب و جوار میں ایک چھوٹی سی مسجد اور دفتر بنانے کے لیے کم از کم

تیس ہزار ۳۰۰۰۰

کی ضرورت ہے یہ روپیہ اسی ہفتہ میں پورا ہونا چاہیے میں سب سے پہلے قادیان میں اس کے لیے تحریک کرتا ہوں - پھر باہر بھی تحریک کروں گا - لنڈن میں آجکل پونڈ کی قیمت گری ہوئی ہے - اسلیے لنڈن میں ہمارا تیس ہزار ہمکو پینتالیس ہزار یا پچاس ہزار ہو کر لے گا - پس اس سے بڑھکر ہمارے لیے اور کوئی بہتر موقع نہیں جس میں ہم اپنے اس کام کو کر سکیں -

اس روپیہ کو کوئی بہت بڑی رقم مت خیال کرو کیونکہ لنڈن میں ہر چیز گراں ہے لنڈن میں ایک مزدور کی ۱۲ تنخواہ ملتی ہے - ہمارے ملک میں اب بھی ایک روپیہ میں پیٹ بھر سکتا ہے - ہمارے ملک میں مزدور کی مزدوری مارے ہے لیکن لنڈن میں سات روپے سے لیکر دس روپے تک ہے - پس ان گرانیوں کی وجہ سے یہ رقم کوئی بڑی رقم نہیں -

میں اس قسم کی تجویز بھی کرتا ہوں کہ ہماری مسجد بھی بنجائے

اور روپیہ بھی واپس لجائے۔

لنڈن میں اس قسم کی بہت کمپنیاں ہیں جو کہ اپنے خرچ پر مکان بنا دیتی ہیں اور ایک معمولہ رقم وہ ماہوار لیتی رہتی ہیں۔ یہ کمپنیاں کروڑ پتی ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی کمپنی کے پاس ہم یہ روپیہ جمع کرادیں اور وہ کمپنی اس روپے کے منافع میں سے ماہوار رقم جمع کراتی رہے۔ اسطرح سے دس بارہ سال میں تمام روپیہ بھی ادا ہو جائیگا۔ اور ہمارا روپیہ بھی بچ رہے گا۔ جو بعد میں لنڈن میں اسلام پھیلانے کے لیے مشنریوں کے کام آسکے گا۔ یہ ہے مفہوم اس تقریر کا جو آپ نے بیان فرمائی۔

پھر حضور نے بیان فرمایا۔ کہ میں ایک خوشخبری تم لوگوں کو دیتا ہوں میں عصر کے بعد جب یہاں سے تحریک کر کے اندر گیا تو مجھے ایک بچے نے اپنے دو پیسے جو خرچنے کے لیے اُس کو ملتے ہیں اور اس نے ان میں سے تھوڑے تھوڑے جمع کیے تھے مجھے سارے کے سارے اس مسجد کے لیے دیدیئے۔ اور یہ

ساڑھے تیرہ روپے کی رقم ہے

یہ ایک معمولی خوشخبری نہیں کہ ایک بچے نے تیرہ روپے دیدیئے یہ عظیم الشان کام کی بنیاد ہے جبکہ ہم میں یہ روح موجود ہے تو بیشک ہم زندہ ہیں۔ ہم ترقی کرنے والی قوم ہیں۔

کیا یہ خوشی ہے کہ ہمارے بچے اپنے اندر اس قسم کا ایثار پاتے ہیں۔ حضرت کی اس تقریر کے بعد غریب جماعت احمدیہ قادیان نے چندہ دینا شروع کیا اور چند منٹوں میں کئی ہزار جمع کر دیا۔

بہت سے غریب مہاجروں نے اپنی زمین لگا دی کہ یہ بیچ کر اس سے جو قیمت ملے داخل کردو۔

یہ روح زندہ قوم کی روح ہے۔ اے احمدی جماعت اے خدا کے مامور و مرسل کی قائم کردہ جماعت۔ تجھے مبارک ہو کہ تو زندہ قوم ہے۔ تجھ میں اس قسم کے ایثار والے بچے۔ اس قسم کے ایثار کرنے والے غریب موجود ہیں۔ تو نے اسلامی روایات کو زندہ کر دیا اور ایک آن واحد میں کئی ہزار روپیہ جمع کر دیا۔ ہاں میرا مضمون ادھورا رہے گا۔ اگر میں حضرت کی تقریر کی وہ لطیف بات درج نہ کروں جو آپ نے یوں بیان فرمائی کہ آج سے ۱۹ سو سال پیشتر مسیح کے شاگردوں میں یوسف آرمیتا بھاگتا ہوا اٹلی کے راستے لنڈن میں داخل ہوا اور اس نے ایک معبد ایک خدا کی عبادت کے لیے بنایا۔ لیکن آج لنڈن میں ایک کی جگہ تین خداؤں کی پرستش کی جاتی ہے خدا کا شکر ہے کہ آج ۱۹ سو سال کے بعد دوسرے مسیح کے حواری لنڈن میں گئے۔ مجبور ہو کر نہیں۔ بلکہ خوشی سے۔ اور آج پھر انہوں نے ایک نئی مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا ہے جس میں خدائے واحد کی پرستش ہوگی۔

تقریر کے بعد حضرت دیر تک بیٹھے رہے اور مسجد کی نسبت تذکرہ ہوتا رہا۔

اس کے بعد دوسرے دن یعنی ۷ رجنوری کو آپ نے ۹ بجے عورتوں میں مختصر تقریر فرمائی اور چندہ شروع ہوا۔

حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ نے اس تقریب پر تین سو روپے کے زیورات عطا فرمائے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا اور تمام عورتوں نے ایک دوسری سے بڑھکر حصہ لیا اور سات سو روپے کے قریب اسی وقت جمع کر دیا۔

حضرت نے پھر ایک دوسرا اجلاس مسجد اقصیٰ میں کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ جس میں اردگرد سے بھی آدمی بلائے گئے ہیں۔

اس کی کارروائی انشاء اللہ بعد میں درج ہوگی۔

شیخ محمود احمد

چیف ایڈیٹر الحکم

اپنے سفر سے الحکم کے ناظرین سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(محمود احمد)

اللہ اکبر اللہ اکبر۔

اے قادیان، مبارک، تجھ میں سے خدا کا مسیح اٹھا، مردے زندہ ہوئے، شمع وحدت روشن ہوئی، پروانے جمع ہیں، منارۃ البیضاء چمکا، نورانی کرنیں پھیلیں،

ای منارۃ البیضاء، آج ہم تیرے نیچے ہیں،
کل ایک عالم تیرے سایہ تلے ہوگا،

ای منارۃ البیضاء تو مبارک ہو، بڑھ، اور سمندروں کو طے کرتا ہوا، سطح زمین کو چیرتا ہوا، یورپ میں جاکر سر نکال، انگلستان پہنچکر چمک، لنڈن میں سربلند ہو، ای مسجد اقصیٰ، تو اقصائے مغرب میں جلوہ فگن ہو، تیرے چاہنے والے تجھے بلاتے ہیں، تجھ میں آکر خدا کے بندے خدا ہی کے لیے سر جھکائیں گے، اور سربلند ہوں گے۔"

دوستو!

ہمارا امام فضل عمر ہے، اسلام کی عمارت کا آباد کرنے والا، اسلام کا روحانی قلعہ قائم کرنا چاہتا ہے، اٹھو دوستو! ہم اینٹیں دیں، چست ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ، آؤ ہم مل کر خدا کا گھر بنائیں۔"

کہو! اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

(علمی احمدی)

اطلاع و معذرت

یہ پرچہ خاص حج کے مضمون کے دیر سے ملنے کی وجہ سے لیٹ ہو گیا۔ کچھ مضمون انہوں نے ارسال فرمایا۔ وہ لکھا گیا۔ مگر باقی کے لیے ادھر کی مصروفیت کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ اور باقی جو ادھوں نے دیا ہے وہ اب ضمیمہ کے طور پر درج اخبار کرتا ہوں

محمود احمد

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

اپنی جماعت سے خاص خطاب

۲۶ مئی ۱۹۰۱ء کو ۹ بجے دن کے خدام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مختلف باتوں کے تذکرہ کے اثناء میں فرمایا۔

میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ۔ مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں اگر کہیں کسی کو درشت اور نامناسب بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے۔ ہماری طرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگوں پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اسلیے اب خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ ..... فرمایا ہے۔ جو وہ اپنی سنت قدیم کے موافق اتمام حجت کے بعد کیا کرتا ہے مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیوں اور فضول بحثوں سے باز نہ آئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی میں کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ ہمیشہ اس کا عتاب ان لوگوں پر ہوتا ہے جنپر اس کے فضل اور عطایات بے شمار ہوں اور جنھیں وہ اپنے نشانات دکھا چکا ہوتا ہے۔ وہ اُن لوگوں کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا کہ انھیں عتاب یا خطاب یا ملامت کرے جنکے خلاف اس کا آخری فیصلہ نافذ ہونا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایکطرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم ولا تستعجل اور فرماتا ہے ولا تکن کصاحب الحوت۔ اور فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض الایۃ یہ محبت آمیز عتاب اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد فیصلہ کفار کے حق میں چاہتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور علم کے ساتھ کام کرتا ہے لیکن آخرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان نہ رہا۔ اسی طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیاں افترا پردازیاں اور بدزبانیاں خدا تعالیٰ کے سچے سلسلے کی نسبت سنکر اضطراب اور استعجال میں پڑیں مگر انھیں خدا تعالیٰ کی اس سنت کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ اس لیے میں پھر اور بار بار تاکید حکم کرتا ہوں

کہ جنگ و جدال کے مجمعوں اور تحریکوں اور تقریبوں سے کنارہ کشی کرو۔ ایسے

کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی دشمنوں پر حجت پوری کرنا چاہتے ہو وہ اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تمھارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ اور تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ ہر قسم کے حسد۔ کینہ۔ بغض غیبت اور کبر و رعونت اور فسق فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل و غفلت سے بچو۔ اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والعاقبۃ عند ربک للمتقین

اس لیے متقی بننے کی فکر کرو۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا کہ حضور کی بیماری کی شدت میں میرے دل میں بہت رقت پیدا ہوئی تو میں نے بہت دعا کی اور اسطرح پر دعا کی کہ مولا کریم اسلام کی عزت۔ قرآن کی عزت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور بالآخر تیری اپنی عزت اور جلال کے اظہار کا بھی اس وقت یہی ذریعہ ہے۔ تو اس پر

فرمایا۔ بیماری کی شدت میں جبکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ روح پرواز کر جائیگی۔ مجھے بھی الہام ہوا۔ اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض۔ یعنی اے خدا اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس کے بعد اس زمین میں تیری پرستش کبھی نہ ہوگی۔

فرمایا۔ یقیناً یاد رکھو یہ سلسلہ اسوقت تک اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو دنیا میں نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے واحد لاشریک کی توحید قائم نہ رہتی۔ یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدوں کے ساتھ نصرانیت کی مدد دیتے ہیں۔ اور ان کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لیے میدان خالی کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب

کسی کے ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا

یہ ضرور بڑھے گا اور پھولیگا۔ اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اسپر ہوں گے۔ جب ہمیں خدا کے زندہ اور مبارک وعدے ہر روز ملتے ہیں اور وہ تسلی دیتا ہے کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ اور تمھاری دعوت زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پھر ہم کسی کی تحقیر یا گالی گلوچ پر کیوں مضطرب ہوں ✦

الحکم نمبر ۲۰ جلد ۶ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

مدرسہ تعلیم الاسلام میں دو تبدیلیاں

(۱) جناب ماسٹر محمد الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام جو کہ باوجود کمزور اور صحت کے خراب ہونیکے بڑی محنت سے کام کرتے رہے ہیں وہ اب ہیڈ ماسٹر سے سکول کے منیجر ہو گئے ہیں۔

(۲) جناب قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی مبلغ احمدیت جو کہ حال میں لنڈن سے تشریف لائے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر مقرر کیے گئے ہیں ✦

دونوں صاحبان کو مبارکبادیاں

مبارک ہوں

۱۷

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآنمجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ کلام مجید

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کے پورا کرنے کے لیے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآنمجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا گیا ہے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے لیے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کیے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے نہیں پڑھا؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

۳۰ اور ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ہدیہ فی پارہ صرف ایکروپیہ

دفتر الحکم قادیان سے طلب فرمائیں

Digitized by Khilafat Library

آنکھیں بڑی نعمت ہیں!

ان کی قدر کرو۔ اور اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہے تو اسکے علاج میں سستی نہ کرو خاکسار کو امراض چشم کے معالجہ کا اچھا تجربہ ہے۔ مرض کی تشخیص کے لیے پہلے معائنہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد مناسب دوا دی جاتی ہے۔ اور آنکھیں بنائی بھی جاتی ہیں۔ ناخونہ موتیابند۔ پڑوا کل۔ پھولا جالا کرے ضعف بصارت غارش چشم وغیرہ امراض چشم کی تشخیص شدہ شکایات کے لیے خاکسار مفصلہ ذیل ادویہ جو بفضل خدا نہایت مفید و مجرب ہیں۔ بذریعہ وی پی بھی بھیجی جاتی ہیں۔ دیگر امور بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیں۔

کنکروں کا سرمہ فیتولہ ۱ سرمہ نوری فیتولہ ۱ سرمہ گل دافع ضعف ابصر فیتولہ ۱ سرمہ زنگاری فیتولہ ۱ سرمہ مروارید فیتولہ ۱

(از مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی رضی اللہ عنہ فیتولہ ۱ سرمہ خارش چشم کا انجن فیتولہ ۱

مسلنے کا پتہ

حکیم محمد اسمٰعیل (گرداسپور) مہاجر قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

احباب کے نام الحکم

کی وصولی قیمت کے لیے وی پی دفتر سے نہ بھیجے جائینگے

احباب

اون کو وصول فرما کر دفتر کو ممنون فرمائیں

ایڈیٹر

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اور

ست سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور اسکے خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور سرمہ کی ترکیب انھوں نے بتلائی اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است، ممیرے کی قیمت فیتولہ ۱ سرمہ فیتولہ ۱ عمار

ست سلاجیت فیتولہ ۱

مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و دق سخوخیت قاتل کرم شکم مفنت گردہ اور درد مفاصل کے لیے مفید ہے۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر قادیان

سفرنامہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

ازہر کو فی الحال یہیں تو یوں کے حوالے کرتے ہوئے میں ناظرین کرام کی توجہ کو ہندوستان کے لنگر خانوں کی طرف مبذول کرتا ہوں جہاں ہزاروں روپیہ صرف اجتماعی بربادی و خرابی میں خرچ ہوتا ہے۔ ہیں جس قسم کے لوگ وہاں پلتے ہیں ان سے ہر کوئی آگاہ ہے وہ لنگر خانے کیا ہیں؟ معطل و مفسد خانے ہیں۔ ہر ایک فلکزدہ جو جواب معیشت کے کھولنے سے عاجز ہے یا اس لیے عاجز و کم ہمت ہو گیا ہے کہ اس کے لیے لنگروں کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ وہ ان میں پناہ گزیں ہوتا ہے۔ اور اسطرح ایک طرف قوم کے کارکن یا کارآمد افراد میں سے ایک عدد کم کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اس نقصان یافتہ زبان خوردہ قوم کے خزانہ مال سے مفت کا حصہ لیکر اسکے لیے ایک بار زائد ہو جاتا ہے۔ کاش کہ وہ حصہ ایسے طور پر خرچ ہوتا کہ جس سے اپنا ہی حال روزگار مستقبل سنورتا۔ اور اسطرح اگر وہ قوم کے لیے مفید شخص ثابت نہ بھی ہوتا تو کم از کم وہ سخت کا بار دائمی نہ رہتا۔ ایک شخص جو فی الواقع کام کاج کرنے سے عاجز ہو گیا ہے۔ اگر کسی لنگر خانے میں کھاتا پیتا۔ اور آرام سے اپنی زندگی کے باقی دن گزارتا ہے ایسے آدمی کا کوئی جوابدہ ہیں۔ قوم کا فرض ہے کہ وہ اسکی مدد کرے کیونکہ وہ اس میں سے ایک ایسا فرد ہے جو ایک وقت تنومند صحیح و سالم ہونے کی حالت میں قوم کیلیے ایک اجتماعی خدمت ادا کرتا تھا۔ اور اب ناتواں ہو گیا ہے۔ کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ اگر ہندوستان کے لنگر خانوں کی پرورش پانے والے اسی قسم کے لوگ ہوتے تو بھی تھا کہ وہ ایک کا وجود کر رہے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے لیے جائے پناہ ہو گئے ہیں۔ جنہیں کوئی پنجابی میں "ہٹے کٹے مسٹنڈے" کہتے ہیں۔ اور پھر یہ اس مفت خوری کو شکریہ کے ساتھ نہیں بجا لاتے۔ بلکہ دن رات لڑائی جھگڑوں گالی گلوچ چوری چکاری اور دوسرے بدمعاشیوں میں گزارتے ہیں۔ اور اس طرح قوم کے لیے ایک مصیبت و آفت ہو جاتے ہیں۔

مجھے اس مضمون کو ذرا لمبا کرنے پر ازہر کی حالت ہی نے تحریک نہیں کی بلکہ مصر کے زاویوں میں سے خاص کر ہندی زاویے کی یاد نے مجھے اُبھارا کہ آپنے سفرنامے میں اس افسوس بھری داستان کا بھی ذکر کر دوں جبکہ اسلامی حکومت کا پرچم مشرق سے مغرب لہراتا تھا اسوقت یہ ضرورت سمجھی گئی تھی کہ مسافروں کے لیے ہر ایک بڑے شہروں میں زاویے (سرائیں یا مہمان خانے) بنائے جائیں جن میں وہ آکر اتریں اور آرام کریں ہر ایک ملک کے باشندوں کے لیے جدا جدا زاویے اب تک موجود ہیں افغانوں کا زاویہ ہندیوں کا زاویہ۔ ترکی زاویہ حبشی زاویہ علی ہذا ہر ایک زاویہ کیلیے جائدادیں بھی وقف کی گئی تھیں۔ جن کی آمد مہمان نوازی و زاویے کی تعمیر و مرمت وانکے محافظوں کے اخراجات کے لیے بہت کافی ہوا کرتی تھی۔ اور ہے۔ وہ زاویے پختہ خوبصورت وسیع عمارتیں ہیں۔ اور اکثر غریب الوطن طالب علم رہتے ہیں۔ اور مسافر بھی وقتاً فوقتاً آ کر ٹھہرتے ہیں۔ انہیں کھانا وغیرہ وہیں سے ملتا ہے۔

بلاریب میں دوسرے زاویوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ لیکن جونہی کہ میں ہندی زاویے میں داخل ہوا تو اپنے آپ کو ایک میلے کچیلے گندے مکان کے اندر میلے کچیلے حقے باز بھنگی سیاہ فام ہندی شہدوں کے درمیان پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پچھلے پاؤں شرم و افسوس کے مارے میری عجیب حالت تھی گویا ہندی زاویے اس دور دراز ملک میں ہو بہو یا کچھ زیادہ ہندی تکیوں کا نمونہ تھا۔ اس لیے میں قوم کو گالیاں کے

لنگر خانوں و تکیوں کی اصلاح کی طرف ذرہ شدید لہجہ میں توجہ دلاؤں تو معذور ہوں۔ یہی لنگری صفت خورے ان ملکوں میں جاتے ہیں جن کو دیکھکر عرب اپنے بچوں کو ڈرانے کے لیے بجائے "ہوّا" کے "ہندی" کہتے ہیں میں اگر چلکر بتلاؤں گا کہ وہاں کے اکثر لوگوں کا ہندی تصور کیا تھا۔

میں اس جگہ یہ ذکر کیسے نہیں رہ سکتا کہ ہمارے قادیان کا مہمان خانہ اگرچہ مذکورہ بالا مفاسد سے الحمدللہ ابتک پاک ہے۔ لیکن تاہم یہ ڈر محسوس ہو رہا ہے۔ کہ کہیں اپنی غفلت سے ایک مدت کے بعد اس بھی ایسی حالت نہ ہو جائے اسمیں بعض ایسے بھی مہمان ہیں جو اپنے اہل وطن کی مخالفت سے ..... بایں موعود کی جماعت میں قادیان میں ہجرت کر آئے ہیں وہ یہاں کئی برسوں سے بود و باش کر رہے ہیں الحمدللہ وہ یونہی وقت ضائع نہیں کرتے۔ اپنی اصلاح میں صبح و شام کوشاں ہیں۔ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بہت کچھ کر چکے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ انجمن انکے کارآمد وجود بنانے کی طرف توجہ کرے اور ایسے لوگوں کے لیے ایک وقت معین ان کی تعلیم کے لیے انتظام کرے جب وہ اس قدر تعلیم و تربیت حاصل کر لیں کہ وہ تبلیغ کر سکیں اون کو اپنے وطن میں پہنچایا جائے جہاں امید ہے کہ یہ مہاجر فی سبیل اللہ جہاد فی سبیل اللہ میں بے ڈر کوشش کرینگے۔ اور اسطرح وہ عند اللہ ثواب عظیم کے مستحق ہونگے۔ اور انجمن قوم کے روپے کو مفید صورت میں خرچ کرنے سے اپنی امانت گراں کی کماحقہٗ ادائیگی کر سکے گی۔ اس لیے مستقبل میں جو جو فائدے ہو سکتے ہیں اسلئے بیان کا سلسلہ جاری رکھنا نہیں یہ ایک مبارک تجویز ہے جس سے امید قوی ہے کہ کارکنان قوم جزء عمل میں لائینگے۔ باقی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ

لنڈن کی مسجد
اور
مدرسہ احمدیہ میں چندے کا جوش

مدرسہ احمدیہ قوم کا ایک عربی مدرسہ ہے یہ وہ مدرسہ احمدیہ ہے جو کہ ایک مدت تک صاحبزادہ الوالعزم کے ہاتھوں میں رہا۔ اور پھر خاندان نبوت کے دوسرے دو نو چراغ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے اور مرزا شریف احمد صاحب کی زیر تربیت رہا۔ یہ مدرسہ محض اسلیے کھولا گیا کہ قوم میں علماء پیدا کیے جائیں ایثار اور قربانی کے جذبے پیدا ہوں۔ بچوں کو خدا کے نام کی عزت پر مٹنا سکھایا جائے۔ یہ بچے جو اسوقت مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اُن کی تعداد ۶۲ کی ہے۔ انمیں سے دس بارہ بچوں کے سوا باقی سب غریب اور یتیم ہیں جو کہ اپنا خرچ خود نہیں دے سکتے۔ انجمن یا قوم اُن کو تیار کر رہی ہے کہ وہ کسی وقت قوم کے مفید افراد بن سکیں۔ آج اس مدرسہ احمدیہ کے افسر مولوی سید سرور شاہ صاحب بحیثیت ہیڈ ماسٹر ہونے کے ہیں۔ اور شیخ عبدالرحمن صاحب مصری بحیثیت سپرنٹنڈنٹ ہونے کے شیخ صاحب اپنا سارا وقت ان طلباء کے میں گزارتے ہیں۔ شیخ صاحب ان بچوں کے لیے جو آج بچے اور اس قوم کے دست بازو بننے والے ہیں بہت ہی شفیق اور غمگسار ہیں بچے دن رات ان سے کھیلتے ہیں انکے نمونے کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔ بچے بچپن کی وجہ سے اگر ناراض بھی ہو جائیں تو شیخ صاحب کی وسعت اخلاق نے انکو کبھی غصہ ور نہیں بنایا۔ شیخ صاحب ان بچوں کے لیے زندہ نمونہ ہیں۔ اور خصوصاً اسکی مدد بھی ہو جاتی ہے جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ایک بند و خاندان کے سربراہ ہیں آپ نے اپنے گھر میں اسلام کی [illegible]

نکلکر آپنے مسلمانوں میں آکر کوئی عضو بیکار یا صرف وظیفہ خور کی طرح اپنی زندگی بسر نہیں کی بلکہ انھوں نے ترقی کے میدان میں ایک شاہسوار کی طرح نکل جانا چاہا۔ اور نکل گئے تھوڑے ہی عرصہ میں انٹرنس پاس کرلی۔ اور پھر چند مہینوں میں عربی زبان کی مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کرلی اور پھر اسکے بعد ہی ایک ہی سال میں اپنی محنت شاقہ سے مولوی فاضل پاس کرلیا اس سے دو سال بعد مصر میں حصول تعلیم کے لیے تشریف لیگئے۔ مصر میں جن جن تکلیفوں سے آپنے تعلیم حاصل کی ہے وہ ایک لمبی داستان ہے جو پھر کبھی میں شمایہ سلسلہ کے عنوان سے درج کروں گا۔ اور اسطرح سے آپنے سخت محنت کے ساتھ اپنے آپکو مسلمانوں کیلیے ایک مفید وجود بنا کر دکھا دیا۔ شیخصاحب جب احمدیت میں آئے تھے اوکی حالت ایک یتیم بچے کی سی تھی۔ جیسے کہ مدرسہ احمدیہ کے اندر رہنے والے طلباء کی اسوقت ہے۔ شیخصاحب اگر بچوں کو زبان سے کچھ بھی نہ کہیں تو ان کا وجود بچوں کے لیے ایک سبق مجسم ہے ایک ہندو خاندان کا ممبر عربی زبان کا عالم اس قدر ترقی کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کا مربی اور تربیت کرنے والا مقرر کیا جاتا ہے شیخ صاحب نے اپنے نمونے کو یہیں تک نہیں دکھایا بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہاں تک ترقی کی لنڈن کی مسجد کیلیے جب چندے کا لفظ سنا تو فوراً ۱۶۰ روپیہ کی رقم چندے میں دیدی۔ اس رقم کی اہمیت اسوقت تک آپکو معلوم نہیں ہوسکتی جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ شیخصاحب کو تنخواہ کیا ملتی ہے شیخ صاحب ۶۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اور اس قحط کے زمانے میں ۶۰ روپیہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ شیخ صاحب کے گھر میں خدا کے فضل سے تین چار بچوں کے علاوہ اور بھی کنبہ ہے جنکے لیے یہ تنخواہ کوئی بڑی تنخواہ نہیں۔ گویا میں یہ کہوں گا کہ شیخصاحب نے ان قحط کے دنوں میں اپنی تین مہینے کی تنخواہ کٹوادی اللہ تعالیٰ اُنکا ضائع نہیں کریگا اور بہت بہت اجر دیگا۔ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ وہ تین مہینہ کی تنخواہ کٹوا چکے تھے تو پھر مناارہ المسیح کی تکمیل کیلیے انھوں نے حضرت امیر المومنین سے سنا جسکو سنتے ہی اکیسو روپیہ اور دیدیا گویا دو مہینہ کی تنخواہ اور اسی وقت خلیفۃ المسیح کے قدموں پر نثار کردی۔ دوسرے لفظوں میں شیخصاحب نے پانچ ماہ کی تنخواہ کٹوادی۔ مگر یہ مت خیال کرو کہ اس سے ابھی چندوں میں کمی نقص آجائیگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اسی طرح سے چل رہے ہیں شاباش۔ ای فرزندان جماعت احمدیہ ایثار یہ قربانی تیرے ہی اندر ملتی ہے اور اسکی نظیر باہر کم ملتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تنخواہیں لیتے ہیں۔ بتاؤ اس پانچ مہینے میں کیا ان کے پاس ہا یہ مت خیال کرو کہ یہ ایک اتفاقیہ امر تھا نہیں۔ قادیان میں ہر روز نئی تحریکیں ہوتی ہیں اور اسی طرح سے حصہ لیا جاتا ہے۔

غرض شیخ صاحب نے اپنی قربانی اور پاک قربانی سے طلباء مدرسہ احمدیہ کو ایک عمدہ اسوۂ حسنہ دیدیا۔ ای قوم احمدیہ تجھے مبارک کہ تیرے بچے۔ ایسے ایسے پاک لوگوں کے زیر ترتیب ہیں۔ پس بیکہ!! شخص کی زیر ترتیب تمہارے بچے ہوں تو کیوں ان کے اندر روح پیدا نہ ہو مدرسہ احمدیہ میں ایک آگ لگی۔ ایک جوش کا سمندر تھا جو امنڈ کر آنیلگا۔ اور غریب بچے۔ جو کچھ ان کے پاس تھا نہ معلوم کن محنتوں اور کتنے سالوں سے وہ ان پیسوں کو چھپائے ہوئے تھے نکال نکال کر اپنے پیارے نگران شیخصاحب کو دینے لگے۔ میں آگے چلکر ان تمام بچوں کی فہرست درج کروں گا تاکہ وہ تاریخ کے ورقوں کو کسی وقت مزین کرے۔ مگر میں یہ ضرور بتادوں گا۔ کہ ان غریب بچوں نے جو کچھ ان کے پاس تھا نکال کر رکھ دیا۔ اگر کسی کے پاس روپوں کے ساتھ ایک پیسہ زائد تھا تو اپنی ضرورتوں کے لیے انھوں نے اس پیسے کو پس انداز نہیں کیا بلکہ انھوں نے وہ بھی ساتھ ہی دیدیا۔ فہرست میں آپکو بہت سی رقمیں کانوں اور پائیوں سے مزین نظر آئینگی یہ رقمیں صاف بتارہی ہیں۔ کہ یہی کچھ غریب طلباء کا اندوختہ تھا۔ آپ حیران ہوں گے جبکہ آپکو یہ معلوم ہوگا کہ ایک مریض بچہ نو عمر جو کہ ایک مدت سے بیمار ہے۔ اور اسکو منٹ منٹ کے بعد دوائیوں اور دودھ وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے اسکے کانوں میں جب یہ آواز پڑی تو اسنے فوراً اپنے جو پیسے پاس تھا نکال کر شیخصاحب کو دیدیا۔ اس نے اپنی صحت اور بیماری کی پرواہ نہ کی۔ اسنے اپنی ضرورتوں کو نہیں دیکھا اسکی قسم اسکے اس نیکی جوش کو قربان کرلی گئی۔ خدا کا گھر بنانے کے لیے لندن کی

مسجد کے لیے اس رقم کی یہ قربانی ایک یادگار قربانی ہے +

ہم سنے تھے کہ یورپ کی عظیم الشان جنگ پر یورپ کے امرائے
شراب نہ پینے کی قسم کھائی ہے اور انھوں نے برملا اظہار کیا ہے
مگر ایک حکمران قوم کے ان اظہاروں کی کوئی حقیقت اسکے مقابل
نہیں جبکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں نے
جنکی عمریں بارہ یا چودہ سال سے زیادہ نہیں تین تین مہینے کے
لیے دودھ کی حاضریاں کٹوا دیں - اور کہا کہ ہم تین مہینے
تک دودھ نہیں پئیں گے - مگر یہ روپے لندن میں مسجد بنانے
کے لیے دیدو - اے قوم تو ان باتوں کو سنکر جس قدر خوش ہو کم ہے
کیونکہ یہ زندگی کی روح ہے جو تجھ میں اب پیدا ہو رہی ہے -
آپ حیران ہونگے وہ نوجوان بچے جن کو نو بجے رات ہوا رد وظیفہ ملتا ہے
اور انھوں نے اسمیں نہایت تنگی سے گزارا کیا تاکہ ان کے کچھ روپے جمع
ہو جائیں - اور کئی مہینے تک اسی طرح سے وہ گزارا کرتے رہے تب جا کر
چند روپے انکے جمع ہوئے لیکن وہ اس آواز کو سنتے ہی ان تکلیفوں کو
بھول گئے ان کو یہ صرف یاد رہگیا کہ ہمارے پاس کچھ اندوختہ ہے - پس انھوں نے
سارے کا سارا لاکر اسی وقت خلیفۃ المسیح کی آواز پر اپنے افسر کو دیدیا - ان سب
خبروں سے بڑھکر ایک اور عجیب اور دلسوز خبر ہے جبکہ تمام بچوں نے اسطرح سے روپے ادا کئے
تو ایک یتیم اور غریب بچہ جسکی عمر ۱۱ سال سے زیادہ نہیں اسوقت اسنے دیکھا کہ اسکے پاس
کوئی رقم نہیں اسنے اپنے افسر سے پوچھا کہ میرا کوئی فاضلہ ہے مگر اسکو حوصلہ شکن جواب ملا
کہ تیرا کوئی فاضلہ نہیں اس خبر کو وہ سن نہ سکا اور بیتاب ہو گیا اور اس نے اس درد کے
ساتھ عجب آواز سے چیخیں مار کر رونا شروع کیا - اس کی آواز سننے والوں کے قلوب کو چیرتی
لیکر آن واحد میں عرش معلی تک پہنچ گئی اور اسنے قبولیت کا سامان پیدا کر دیا -
شیخصاحب کے اہل خانہ نے فوراً اسکو چار آنے کے پیسے بھیجدیے وہ اس وقت اس نے
جمع کرا دیئے اور تھوڑی دیر کے بعد اسکو اسٹر عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال نے
ایک روپیہ دیا وہ بھی اس نے چندے میں دیدیا پھر کسی اور جگہ سے اسکو مل گیا اب اسکے نام کے تھا
عا کی رقم موجود ہے اسپر بھی اسکی تسلی نہیں اور وہ شیخصاحب کو کہہ رہا ہے کہ میرا دودھ
بند کر دو اور کچھ اور روپے آپ جمع کرا دیں یہ ایک یتیم بچے اور کمسن بچے کا
حال ہے آپ اس سے جوش کا پتہ لگا سکتے ہیں جبکہ اسوقت وہ جزو تھا - پس مبارک ہو کر
یہ ترقی کے آثار ہیں - اب میں فہرست درج کرتا ہوں +

چندہ طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان

نمبر شمار	اسماء طلباء		نمبر شمار	اسماء طلباء	
۱	مولوی محمد شہزادہ صاحب	۱۰ر	۳۱	عبدالکریم شاہجہانپوری	۱۰ر
۲	مولوی غلام احمد صاحب بدوملوی	۸ر	۳۲	محمد یعقوب	عہ
۳	مولوی عبداللہ الہ آبادی صاحب	صہ	۳۳	چراغ الدین	۱۳ر
۴	مولوی محمد خانصاحب	صہ	۳۴	حافظ سلیم احمد	۱۰ر
۵	مولوی حافظ محمد حسن صاحب	۱۰ر	۳۵	محمد طفیل	۱۰ر
۶	مولوی حمید اللہ خانصاحب	۱۰ر	۳۶	برکت علی	عہ
۷	مولوی ابوبکر صاحب الہ آبادی	۱۰ر	۳۷	عبدالرحیم	۱۰ر
۸	مولوی عبداللہ صاحب بدوملوی	۱۰ر	۳۸	عبدالغنی خورد	۱۰ر
۹	مولوی تاج الدین صاحب بدوملوی	۱۰ر	۳۹	محمد سعید	عہ
۱۰	مولوی عزیز بخش صاحب	۱۰ر	۴۰	محمد تقی	۱۰ر
۱۱	مولوی ناصر الدین صاحب	۱۰ر	۴۱	غلام نبی	صہ
۱۲	مولوی قمر الدین صاحب	۱۰ر	۴۲	عبدالکریم جہلمی	صہ
۱۳	مولوی عبداللہ صاحب قادیانی	صہ	۴۳	شیخ محمد	عہ
۱۴	مولوی سلیم اللہ صاحب	عہ	۴۴	ظہور الحسن	۱۰ر
۱۵	مولوی علی احمد صاحب	۱۰ر	۴۵	حافظ عبدالرحمن	۱۰ر
۱۶	مولوی محمد ہاشم صاحب	۱۰ر	۴۶	عبداللطیف	۱۰ر
۱۷	مولوی حبیب احمد صاحب	عہ	۴۷	مختار احمد	عا
۱۸	اللہ دتا	۱۰ر	۴۸	خضر احمد	صہ
۱۹	عبدالحکیم	۱۰ر	۴۹	فیض اللہ	عہ
۲۰	عبدالاحد	۱۰ر	۵۰	محمد حسین	۷ر
۲۱	صغیر حسین	۱۰ر	۵۱	سمیع اللہ	۸ر
۲۲	غلام محمد (گوجرانوالہ)	۱۰ر	۵۲	رمضان علی	۷ر
۲۳	فضل دین	۱۰ر	۵۳	فضل الٰہی	۹ر
۲۴	عبدالعزیز	۸ر	۵۴	عبدالمالک	۸ر
۲۵	علی محمد	عہ	۵۵	ولی داد	۸ر
۲۶	احمد حسین	۱۰ر	۵۶	محمد نذیر	عا
۲۷	شاہ احمد (خورد)	عا	۵۷	شمس الدین	عہ
۲۸	عبدالغنی (نائی)	عا	۵۸	نذیر الاسلام	۱۰ر
۲۹	مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی	۱۰ر	۵۹	عبداللہ بلوچی	۱۰ر
۳۰	مولوی عبدالغفور سنوری	۱۰ر	۶۰	عثمان	۸ر

عہ - متفرق عا - محمد یار صہ ۱۵ - اس کے علاوہ ۲۲ عہ